مبلغ الرجال

پروفیسر محمد اسلم، استاذ شعبۂ تاریخ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں خواجہ عبید اللہ المعروف بخواجۂ کلاںؒ بن خواجہ باقی باللہ دہلویؒ کی ایک نادر فارسی تصنیف "مبلغ الرجال" کا مخطوطہ موجود ہے جس کا فہرست نگار نے یونیورسٹی کلکشن میں نمبر ۱۹۱ کے تحت اندراج کیا ہے۔ یہ مخطوطہ ۳۷، اوراق پر مشتمل اور کافی کرم خوردہ ہے اس رسالہ کا ایک اور نسخہ انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہے جس کا فہرست نگار نے دہلی کلکشن میں نمبر ۱۱۱۲ کے تحت اندراج کیا ہے۔ اس وقت تک اس رسالے کے یہی دو نسخے منظر عام پر آئے ہیں۔

مبلغ الرجال کے سرورق پر یہ عبارت موجود ہے: "رسالہ مبلغ الرجال من مصنفات حضرت خواجۂ کلاں بن حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ ۱۰ ر جمادی الاولی یوم الثلثا ۱۰۶۶ ہجری صلعم"۔ اسی طرح رسالہ کے اختتام پر یہ عبارت درج ہے: "وقد فرغت من تسوید ھذہ الرسالہ سنہ وستین بعد الالف"۔ ان دونوں تحریروں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس رسالہ کا سالِ تالیف اور سالِ کتابت ایک ہی ہے۔ اگر مصنف کے نام سے پہلے "حضرت" تحریر نہ ہوتا تو ہم یہ باور کر لیتے کہ یہ رسالہ فاضل مصنف ہی کا تحریر کردہ ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ کاتب نے اسے سالِ تالیف ہی میں اصل نسخے سے نقل کیا ہے۔

مولانا عبد الحئی نے نزہۃ الخواطر میں خواجۂ کلاں کی تصانیف کا ذکر کیا ہے لیکن ان میں

مبلغ الرجال شامل نہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ اس رسالہ کے مخطوطات نایاب ہیں اور دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کسی دوسری کتاب میں اس رسالہ کا نام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس لئے مولانا عبدالحیٔ اس رسالہ سے بے خبر تھے۔ اس رسالہ کا نام مبلغ الرجال عبارت کے درمیان میں بھی موجود ہے اس لئے اس میں شک نہیں کہ یہ رسالہ اسی نام سے موسوم ہے[1]۔

فاضل مصنف اس رسالہ کی ابتدا یوں کرتے ہیں: الحمد للہ علی ما منّ علینا بالارشاد الی سواء السبیل والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد .... اما بعد۔ گوید بندہ سرافگندہ شرمندہ از کردار تباہ سراپا گناہ خانہ زاد خواجہ آفاق سبط آل نبی مؤید الملۃ والدین ابوالوقت خواجہ محمد الباقی قدس سرہٗ، احقر عبید اللہ سامحہ اللہ سبحانہ۔

اکثر جگہ اس رسالہ میں ایسی ہی مرصع عبارات موجود ہیں۔ مثلاً محمود بسنجوانی کا ذکر کرتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں: "از املاک ولایت خوزستان در عنفوان سن شعور طریق طلب معرفت وکسب سعادت برگزیدہ دل از وطن مالوف بریدہ، واز ناز ونعم دست افشاندہ درویرانہای آں سرزمین گوشۂ انزوا گزیدہ بود وآنجا بطاعت وعبادت وذکر ومراقبہ مشغول بودہ"۔

اس کتاب کی تالیف کے دوران فاضل مصنف نے مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا ہے۔
مرأۃ الجنان، کتاب الانساب، مصباح الھدایہ، اصطلاحات، مفتاح الانوار، احیاء العلوم، کتاب التنزیل، مشکوٰۃ الانوار، تنزیہ العقائد اور شرح تعرف۔

ان کتابوں سے استفادہ کے علاوہ فاضل مصنف نے مندرجہ ذیل بزرگوں کے اقوال بھی اس رسالہ میں نقل کئے ہیں۔
ابوعلی دقاق، شہاب الدین تورپشتی، مولانا رومی، احمد غزالی، محمد غزالی، عین القضاۃ ہمدانی، شیخ عبداللہ یافعی، ابن جوزی، ابن الاثیر الجزری، ابوسعید ابوالخیر، میر سید شریف، شیخ عبدالرزاق کاشی،

---

[1] "این رسالہ را مبلغ الرجال نام کردہ شد۔" ورق ۲، الف

فریدالدین عطار، حسین بن منصور حلاج، شیخ شہاب الدین مقتول، شیخ ابراہیم کانیوری، شیخ ابومحمد حریری، عزیزالدین محمد نسفی، ملا حسین کاشفی، خواجہ غیاث الدین مقصود کازرونی حضرت علیؓ، ابوالحسن نوری، اوحدالدین کرمانی، سہل بن عبداللہ تستری، بایزید بسطامی، جنید بغدادی، شبلی، خواجہ باقی باللہ، ابوبکر وراقؒ، ابوالحسن خرقانی، فخرالدین عراقی، شیخ عبدالحق محدث، حضرت مجدد الف ثانی، شیخ محی الدین اکبر ابن عربی، ابوبکر کلاباذی، ابوالعباس ابن عطا، رمی اور محمود دسنخوانی۔

اس رسالہ میں مندرجہ ذیل اشخاص کا ذکر کسی نہ کسی وجہ سے آیا ہے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی، محمود غزنوی، شریف آملی، امیر تیمور، ہمایوں، اکبر، جہانگیر، شاہجہاں، اسمٰعیل صفوی، شیخ مبارک، لاڈو، فیضی، ابوالفضل، ابوالخیر، ابوالبرکات، ابوالمکارم، ابراہیم لودی، اسمٰعیل بن جعفر صادق، اویس قرنی، حسن بصری، عبداللہ بن المقفع، ہارون الرشید، داؤد، جلال الدین تھانیسری، شاہ قاسم انوار، میاں شیخ میر، شیخ عبدالجلیل، نوشیرواں، مزدک، ابوالعباس السفاح، ابوجعفر منصور، خلیفہ مہدی، خلیفہ ہادی، مولانا زاہد بلخی، شیخ حسین خوارزمی، خلیفہ المتوکل، المعتصم، مایک رومی، یعقوب بن العقیل، عبداللہ بن سبا، شیخ محمد بن حسن ملتانی، سیف الدین بن شیخ سعداللہ بخاری، شیخ حمید افغان، سید رفیع الدین صفوی، سلطان سنجر، ابراہیم زردشتی اور گشتاسپ بن لہراسپ۔

فاضل مصنف نے چونکہ .... طریقت کے اعلیٰ مقامات حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں رہ کر طے کئے تھے، اس لئے جہاں کہیں بھی حضرت کا ذکر آیا ہے مصنف نے ان کا ذکر بڑے عقیدت و احترام کے ساتھ کیا ہے۔ ایک جگہ آپ ان کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

یکے از کبار صوفیا اعنی بدر الملت والدین ابوالبرکات شیخ احمد بن شیخ عبدالاحد السہرندی الفاروقی النقشبندی قدس سرہٗ۔

ایک دوسرے موقع پر ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

شیخ الشیوخ العصر شیخ بدرالدین ابوالبرکات احمد السہرندی، الفاروقی النقشبندی قدس سرہٗ۔

اس رسالے میں ایک جگہ حضرت کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے:

شیخ الشیوخ العصر امام الراسخین وقدوۃ المتمکنین بدر الملت والدین ابوالبرکات شیخ احمد السرہندی الفاروقی النقشبندی قدس سرہٗ ۔

آمدم برسر مطلب، اس رسالہ میں چار وصل اور ایک فصل موجود ہے جیسا کہ فاضل مصنف فرماتے ہیں: "مطالب ایں رسالہ در چہار وصل بواو و یک فصل بفا تحریر می یابد" ان وصول کے مطالب درج ذیل ہیں:

وصل اوّل۔ دربیان مذہب حکماء۔

وصل دوم۔ دربیان مذہب متکلمین وجمہور قدماء صوفیہ۔

وصل سوم۔ دربیان مذہب اتباع شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ حکماء اشراقین وتصرف کہ شیخ العصر بدرالدین ابوالبرکات احمد السرہندی الفاروقی النقشبندی قدس سرہٗ دریں مسئلہ نمودہ اند۔

وصل چہارم۔ دربیان فضل ورجحان مقام انبیاء علیہم السلام وہرکہ بر مسلک ایشان علیہم السلام رسوخ ورزد۔

فصل بفاء۔ در مذہب ملاحدہ حفظہم اللہ سبحانہٗ۔

اب ہم ان میں سے ہر موضوع پر الگ الگ بحث کریں گے۔

وصل اوّل: فلاسفہ کا کہنا ہے "واجب الوجود موجب نداشت عالم از ذات او صادر شد چنانچہ شعاع از قرص، و وجود معلول از علت بس تا قرص آفتاب بود شعاع آفتاب، وکذ الحکم فی العلۃ والمعلول، ومی گویند کہ اوّل چیزے از باری تعالیٰ صادر شد جوہری بود، نام آن جوہر عقل است اوّل، واین بر اصل اہل حکمت است کہ انہ لا یصدر من الواحد الا الواحد، پس از باری تعالیٰ کہ احد حقیقی است، احد حقیقی صادر شد و آن عقل اوّل است" فلاسفہ کا یہ خیال ہے کہ اسی عقل سے روح ونور، جبریل، میکائیل، عزرائیل اور اسرافیل پیدا ہوئے۔ اور اسی سے لوح وقلم، بیت اللہ، بیت العتیق، بیت الاوّل اور مسجد اقصیٰ وجود میں آئے پھر اسی عقل سے آدم، ملک مقرب اور عرش عظیم ظہور میں آئے، اور جو کچھ بھی معرض وجود میں آیا ہے، یہ "جملہ اسامی ایں عقل اند"

اس کے علاوہ فلاسفہ یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ یا تو جوہر ہے یا عرض۔ فلاسفہ کے ان اقوال کی تائید میں آپ نے احمد غزالی، ابوعلی دقاق، شہاب الدین تورپشتی، مولانا رومی، محمد غزالی، عبدالرحمٰن الجوزی، عبداللہ یافعی، ابن الاثیر الجزری اور عین القضاۃ ہمدانی کے اقوال نقل کئے ہیں۔

وصل دوم: خواجہ کلاںؒ رقمطراز ہیں کہ علماءِ متکلمین کہتے ہیں: " اول چیزے کہ از دریائے عدم بساحل وجود آمد جوہرے بود، آں جوہر بشگافت و دو شاخ شد، شاخے ازاں بہ مبداء عالم ارواح است و شاخے مبداء عالم اجسام۔ مبداء عالم ارواح در زبان شرع ماء خواندہ شدہ۔ وجعلنا من الماء کل شیء حی افلا یومنون۔

متکلمین میں ایک گروہ ایسا بھی موجود ہے جس کا یہ خیال ہے کہ سب سے پہلے خدا نے جوہر خاک پیدا کیا اور اسی کے واسطے سے دوسری چیزیں پیدا کیں۔ اس نظریہ کی تائید میں بھی خواجہ کلاںؒ کو عین القضاۃ ہمدانی اور احمد غزالی کے اقوال مل گئے ہیں۔

وصل سوم: اہل وحدت کا یہ خیال ہے کہ وجود ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتا، اور اس وجود سے ان کی مراد وجود باری تعالیٰ ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ باری تعالیٰ کا وجود کوئی جز یا خرد رکھتا ہو۔ اہل وحدت کہتے ہیں کہ اس کا ایک وجود ظاہری ہے اور دوسرا باطنی، اور یہ باطنی وجود نور ہے اور یہی نور جانِ عالم ہے اور اسی نور سے یہ عالم مالامال ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ " ظاہر ایں وجود مظاہر صفات ایں نور اند۔ ہر اسمے و فعلے و صفتے کہ در عالم است جملہ آسامی و افعال از پرتو نور وجود است۔" اہل وحدت یہ بھی کہتے ہیں کہ " حقیقت امواج متکثرہ بحر جز بحر نیست۔" ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ کلمات و حروف کی حقیقت الٰہی ذات کی تجلیات ہیں۔ اہلِ وحدت کہتے ہیں کہ " ہمہ صورت ہای علمی حق اند کہ حق تعالیٰ خود را بایں صور تنہا ظاہر گردانیدہ است۔" اس کلام نظریہ کی تائید میں خواجہ کلاںؒ نے صوفیۂ موحدہ میں سے میر سید شریف، امام غزالی، شیخ شہاب الدین مقتول، ملا حسین کاشفی، خواجہ غیاث الدین مقصود کازرونی، حسین بن منصور حلاج، شیخ عبدالرزاق کاشی، فریدالدین عطار، ابوالحسن نوری، اوحدالدین کرمانی، شیخ ابراہیم کانپوری، سہیل بن عبداللہ تستری، شیخ ابومحمد حریری اور عزیزالدین محمد نسفی کے حوالے دئے ہیں

زیدبرآں آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی ایک قول نقل کیا ہے۔

یہ سب لکھنے کے بعد خواجہ صاحبؒ رقمطراز ہیں کہ "علمار شرع شریف را بر بعضی از کلمات ایں طائفہ اعنی صوفیہ موحدہ اعتراضے است"۔ اس کے بعد آپ نے خود ہی صوفیہ موحدہ پر اعتراضات کیے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کا کلام خلاف شریعت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اس بکھیڑے میں نہ پڑتا لیکن حضورؐ کی ایک حدیث یاد آگئی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

الساکت عن الحق شیطان اخرس

لہٰذا میں ان کے اقوال کے جوابات دینے پر مجبور ہوں۔

خواجہ کلاںؒ ابن عربیؒ کا نظریۂ وحدت الوجود بیان کرنے کے بعد قمطراز ہیں کہ اس نظریہ پر حضرت مجدد الف ثانی نے تصرف کیا ہے۔ حضرت کا یہ فرمان ہے کہ "عبودیت مقام عدم ذاتی و احتیاج است کہ عین حقیقت امکانیہ است، پس ہر کہ خود را بر مقام مذکور نگاہ دارد از معارف حضرت الٰہی نصیبہ بہتر یابد۔ و ایں مقام مطابق قدم نبوت است۔ پس اہتمام در اکثار عبادت با وجود حصول کمال حقیقی سبب از دیاد مشخصات کمال وجودی شخصی آید پس التزام بداں لازم باشد۔ بالجملہ احکام وجود شخصی را با کمال توحید جمع داشتن قدم انبیاء است"۔ اسی وجہ سے حضرت یہ فرمایا کرتے تھے کہ منتہیوں کا قول و فعل شریعت سے اقرب ہوگا۔ ایک دوسرے موقع پر حضرت مجددؒ فرماتے ہیں کہ جس قدر عارف کا پایۂ عبودیت بڑھے گا، اسی قدر کنگرۂ عرفان رفیع تر ہوگا۔ آپ کا یہ بھی قول ہے کہ جنھیں مقام عبودیت پر استقامت ہوگی۔ انھیں کو معبود کی تجلیوں سے بہرہ ملے گا۔ اور یاد رہے کہ یہی مقام انبیاء علیہم السلام کا تھا اور حضور سرور کائنات مقام عبودیت میں ان سب سے آگے تھے۔

فصل چہارم: خواجہ کلاں رقمطراز ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد توحید کے موضوع پر گفتگو ہونے لگی اور توحید فعلی اور توحید صفاتی پر لوگوں کی زبانیں کھلنے لگیں، اسی طرح جب توکل اور تفویض کے موضوع زیر بحث آئے تو اویس قرنی اور حسن بصری سے لے کر جنید بغدادی

تک دائے زنی کرنے لگے۔ پھر کچھ اور زمانہ گذرا تو توحید حالی اور توحید حق پر مناظرے ہونے لگے اور محبت، انس اور ہیبت و وصلت پر بھی گفتگو ہونے لگی۔ انہی ایام میں ابن العربی بھی میدان میں نکل آئے اور وحدۃ الوجود کے موضوع پر وعظ کہنے لگے۔ اس کے بعد صحو و تمکین صوفیہ کا تکیہ بنے۔ اس موقع پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ صحو و تمکین کمال تنزل درجات ہے اور اسے "قصور استعداد بشرف تجلیات ذاتیہ" کے نام سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

خواجہ کلاںؒ فرماتے ہیں کہ بایزید بسطامیؒ کا قول ہے کہ "نہایات الصدیقین اول احوال الانبیاء" اور اس کی تشریح وہ یوں کیا کرتے تھے کہ اگر احوال الانبیاء کو ایک پانی سے بھری ہوئی مشک سے تشبیہ دی جائے تو "نہایات الصدیقین" کی مثال اس طراوت جیسی ہوگی جو مشک کی سطح پر آجاتی ہے۔ (یعنی قطرۂ آب بھی نہیں) غالباً بایزیدؒ کے اسی قول کو پیش نظر رکھ کر ابو العباس (ابن عطاء) ادمی نے یہ کہا تھا۔

ادنیٰ منازل المرسلین اعلیٰ مراتب الانبیاء۔
ادنیٰ مراتب الانبیاء اعلیٰ مراتب الصدیقین۔
ادنیٰ مراتب الصدیقین اعلیٰ مراتب الشہداء۔
ادنیٰ مراتب الشہدا اعلیٰ مراتب الصالحین۔
ادنیٰ مراتب الصالحین اعلیٰ مراتب المومنین۔

خواجہ کلاںؒ، ابوبکر کلاباذیؒ کی شرح تعرف کے حوالے سے یہ نقل فرماتے ہیں کہ اس پر اولیاء اللہ کا اجماع ہے کہ خواہ کوئی کتنا بھی بلند پایہ اور قوی مایہ کیوں نہ ہو وہ انبیاء کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ایک دوسرے موقع پر آپ شیخ شہاب الدین مسعود بک خواہرزادۂ سلطان فیروز تغلق کے رسالہ تنزیہ کے حوالے سے یہ لکھتے ہیں کہ "نبوۃ صفتے است مخصوص کہ یافتہ نشود مگر در انبیاء مثل نطق در انسان۔ و ولایت صفتے است کہ یافتہ می شود در انبیاء و غیر انبیاء مثل حیوۃ کہ شاملست مر انسان و حیوان را۔" خواجہ صاحبؒ اس جگہ مفتاح الاسرار کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ شیخ سماء الدین ابراہیم کانپوری کا بھی یہی قول ہے۔

فصل در بیان مذہب ملاحدہ :

ملاحدہ وہ لوگ ہیں جو "عالم را موجود باعتبار مید انند و ترتیب ثواب وعقاب بر عمل وکردار اعتقاد نکنند" اس گروہ خبیثہ میں عنصریہ، کوکبیہ، سوفسطائیہ اور موحدہ شامل ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ زمین میں بوؤ گے وہ اُگ آئے گا۔ اس کے اُگنے میں قدرت کو کوئی دخل نہیں بلکہ یہ عمل تاثیر کواکب وعناصر کے تحت ہوگا۔ یہ لوگ مبدا ومعاد کے مسائل کو دل لگی سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص مرتا ہے وہ گھاس کی طرح ضائع ہوجاتا ہے۔

یہ لوگ قرآن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف سمجھتے ہیں اور ان کا یہ کہنا ہے کہ احکام شرع اہل رائے نے بنائے ہیں۔ ملاحدہ نماز کا مذاق اُڑاتے ہیں اور جب کسی کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خدا کو آسمان پر ماننا اور سر زمین پر رکھنا بھی کوئی دانائی کا کام ہے۔ جب یہ لوگ حجاج کو صفا ومروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ انہوں نے کیا گم کر دیا ہے جس کی تلاش میں یہ اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہیں۔ قربانی کے جانوروں کو دیکھ کر یہ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ ان بے گناہوں کو کیوں مارتے ہو۔ ماہ رمضان کا نام انہوں نے ـــــ ماہ گرسنگی وتشنگی ـــــ رکھا ہوا ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو قطرہ آب انسان کی خلقت کا سبب ہے۔ اس کے باہر نکلنے سے غسل کیونکر واجب ہوتا ہے؟ حالانکہ اسی راہ سے پیشاب جو کہیں زیادہ گندہ ہے، نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ لوگ ماں بہن کی حرمت کے بھی قائل نہیں ہیں۔ یہ گروہ نقلیات کا منکر اور عقلیات کا داعی ہے اور ہر اسلامی شعار کا مذاق اڑانا اس کا بہترین شغل ہے۔

ملاحدہ کا طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک ندیم ابراہیم زردشتی سے شروع ہوا۔ اس طائفہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ ابراہیم زردشتی کے بدن پر برص نمودار ہوئی تو بنی اسرائیل نے اُسے جلاوطن کر دیا اور وہ ایران چلا آیا۔ جہاں گشتاسپ بن لہراسپ نے اُسے اپنے ہاں پناہ دی۔ ایران میں قیام کے دوران اس نے عوام کو آئین زندقہ واباحت سے روشناس کرایا۔ اکاسرۂ ایران آتش پرستی میں اس طریقہ کی ایران میں خوب ترویج ہوئی۔ جب یہودیوں کی ایران میں آمد ورفت

شروع ہوئی تو وہ بھی آئین اباحت سے روشناس ہوئے۔ رومیوں نے بھی اسی سرزمین سے یہ فیض پایا اور حکمائے اشراق اور حکمائے مشائین بھی ایران میں رہتے ہوئے آئین زندقہ و اباحت سے اثر پذیر ہوئے۔

جب نوشیرواں تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے والد کی وصیت کے مطابق زنادقہ اور اباحتیہ کا قلع قمع کیا۔ اسی کے عہد معدلت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایران پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے زمانۂ خلافت میں "عبداللہ ابن سبا در لباس تشیع مجدد آں مذہب نارواگشت وگروہا گروہ مردم از اہل کوفہ و بصرہ و مصر و یمن بنا دانستگی گفتار او را پذیرفتند و بظاہر خویشتن را شیعہ آل محمد گویانند بباطن در فساد دین متین اسلام کوشیدند و فتنہ ہا زائید و بسے از نفوس طیبہ در بادخزاں فتنہ و فساد نابود شدند" حضرت علیؓ نے ان میں سے بہتوں کو جہنم رسید کیا۔

ابو العباس السفاح اور ابو جعفر منصور کے عہد میں مزدک نام کے ایک شخص نے دوبارہ یہی فتنہ کھڑا کیا۔ مہدی و ہادی کے زمانے میں کثرت کے ساتھ لوگ گمراہ ہوئے۔ ان پر نماز ادا کرنا اور غسل جنابت کرنا گراں گزرنے لگا۔ اسی طرح موسم گرما میں روزے رکھنا دو بھر ہوا ادائیگی زکوٰۃ ان کو مشکل نظر آنے لگی۔ اس دور میں ان ملاحدہ کے زیر اثر اتباع خواہش، زنا اور شراب کو فروغ ہوا۔

عہد مہدی میں سمرقند میں عبداللہ ابن المقنع نے بھی دعوئی الوہیت کیا اور مسلمانوں کے خلاف فوج آرا ہوا۔ دار الخلافہ سے اس کے خلاف ایک لشکر جرار بھیجا گیا جس نے اس کے متبعین کی اکثریت کو جہنم واصل کیا۔ مہدی اور ہادی کو خدا نے توفیق عطا فرمائی اور انھوں نے حتی الوسع زندقہ و الحاد کو دبایا۔ ہارون الرشید کے آخری ایام حکومت میں اس فتنہ نے دوبارہ سر اٹھایا اور اس بار رؤسائے عرب اور ملوک عجم بھی گروہ ملاحدہ میں شامل ہو گئے۔ عباسیوں کے اکثر وزیر اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس زمانے میں زندقہ و الحاد کی ہوا کچھ ایسی چلی کہ اکثر ہاشمی بھی گمراہ ہو گئے ان میں سے یعقوب بن الفضل بن عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب خاص

طور پر قابل ذکر ہے ۔اس نے اپنی بیٹی کو حمل کر دیا اور عوام میں زندیق کے لقب سے مشہور ہوا۔ المعتصم کے عہدِ خلافت میں مایک نامی ایک رومی نے مذہب الحاد کا پرچار شروع کیا۔ خلیفہ نے اس کے مقابلے پر پے در پے لشکر روانہ کئے تب کہیں اس کا زور ٹوٹا خلیفہ المتوکل کے عہد میں قرامطہ نے سر اٹھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ لوگ حجاز، عراق اور سندھ پر قابض ہو گئے۔ انہوں نے حجاج کے قافلوں کو لوٹنا اپنا شعار بنایا اور ان کی جرأت یہاں تک بڑھی کہ وہ بیت اللہ سے حجرِ اسود کو اکھاڑ لے گئے۔

اسی زمانے میں باطنی فرقے کا ظہور ہوا، یہ لوگ خود کو شیعۂ اسمٰعیل بن جعفر صادق کہلاتے تھے۔ انہوں نے کچھ باتیں تو مجوس سے اخذ کیں اور باقی احکام فلاسفہ سے مستعار لئے۔انھوں نے باطنی تعلیم کے بہانے احکام شریعت ساقط کر دئے ۔ان کے طریقے کا کسی نے ان الفاظ میں تجزیہ کیا ہے۔" ظاہر مذہب شیعہ باطن مذہب الحاد وکفر"۔

ملتان میں خدا نے شیخ حمید افغان کو توفیق دی اور اس نے قرامطہ کا خاتمہ کیا۔ اسی طرح سلطان محمود غزنوی نے بھی تائید ایزدی سے ان پر ضرب کاری لگائی۔ ایران میں دیالمہ نے بھی لباس تشیع میں سر اٹھایا اور اپنی قلمرو میں الحاد کو فروغ دیا۔ وہ بھی سلطان محمود کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہوئے۔

اقصائے مغرب میں اسماعیلیہ نے جو اس دیار میں عبیدیہ کے نام سے معروف ہیں۔ "سر از لحاف گمنامی بر داشت"۔ وہ کچھ تو خیر السلاطین صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں برباد ہوئے اور بقیہ کو سلطان سنجر نے تہِ تیغ کیا۔ اس کے بعد محمود بسخوان اٹھا اور اس نے زندقہ والحاد کا پرچار شروع کیا۔ اس کے مرنے کے بعد اڑھائی سو سال تک الحاد کا نام سننے میں نہ آیا۔ اسمٰعیل صفوی کے تخت نشین ہوتے ہی زندقہ والحاد میں از سرِ نو جان پڑ گئی۔

ہندوستان میں زندقہ والحاد کا آغاز اس طرح ہوا کہ " در بادشاہی سلطان عظیم الشان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ حافظ اللہ عنہ شیخ ابوالفضل ناگوری بساط آئین خسارت قرین را در مملکت ہندوستان گستر د و سر گزشت محمود بسخوان و شیخ ابوالفضل ناگوری چوں بواقعی گوش آشنائے

مردم نیست و نیز در تاریخ کما ینبغی نگاشته نشده این کمترین در ین محل ثبت می نماید۔"

محمود بسنخوانی خورستان کے موضع بسنخوان کا رہنے والا تھا۔ وہ نوجوانی میں طلب حق میں گھر سے نکلا۔ اس کا یہ معمول تھا کہ وہ آبادی سے باہر عبادت و مراقبہ میں مشغول رہتا اور درختوں کے پتوں و گھاس پر گزارہ کرتا۔ ایک دن وہ ایک ندی کے کنارے بیٹھا وضو کر رہا تھا کہ اُسے پانی میں کوئی چیز بہتی نظر آئی۔ جب وہ چیز اس کے قریب آئی تو اس نے اُسے بغور دیکھا تو وہ ایک تر و تازہ گاجر تھی اس نے ہاتھ بڑھا کر اس گاجر کو پکڑ لیا اور بیٹھے بیٹھے اُسے کھا گیا۔ اس کے بعد وہ ہر روز وقت مقررہ پر وضو کے لئے ندی پر پہنچتا اور ایک بہتی ہوئی گاجر اس کی طرف آتی اور وہ اُسے پکڑ کر کھا لیتا۔ وہ اس پر خوش تھا کہ خدا نے اس کے رزق کا اس طرح انتظام کر دیا ہے۔

محمود بسنخوانی کو گاجریں کھاتے ہوئے دو ماہ گزر گئے تو اس کے دل میں یونہی ایک خیال آیا کہ دیکھنا تو چاہیئے کہ روزانہ یہ گاجریں کہاں سے آتی ہیں۔ اگلے دن وہ وقت مقررہ سے پہلے ندی پر پہنچا اور پانی کے بہاؤ کے خلاف چل پڑا۔ ابھی وہ تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ایک برہنہ عورت ندی کے کنارے بیٹھی ــــ زردک را در محل مخصوص خود میفرستد و می برآرد و ساعتے نیک بداں عمل قیام نمود، چوں از کار پرداخت و آتش توقان او فرونشست آں زردک را در آب از دست فرو ہشت ــــ محمود نے دور سے یہ ماجرا دیکھا تو خدا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔" اے خدا تو اپنے مخلص بندوں کو ایسی چیزیں کھانے کو دیتا ہے؟" اس واقعہ کے بعد وہ اس قدر دل برداشتہ ہوا کہ وہ اسلام سے پھر گیا اور اس نے الحاد کا پرچار شروع کیا۔ اس نے اپنے عقاید پر تیرہ رسالے لکھے جن میں سے "بحر و کوزہ" سب سے گیا گذرا ہے۔" فضلاتی کہ وی در آنجا خوردہ گوش از شنیدن آں تی میکند"۔ "اس ملعون" کے مذہب کے رؤسا میں سے شریف آملی اکبر کے عہد میں ہندوستان آیا اور ابوالفضل کا دستِ راست بنا۔

شریف آملی کا شمار ملاحدہ میں ہوتا ہے۔ وہ کسی زمانے میں بلخ میں مولانا محمد زاہد نبیرۂ مخدومی شیخ حسین خوارزمی کی خانقاہ میں قیام کے ارادہ سے آیا لیکن جب انھیں اس کے عقاید معلوم ہوئے

تو انھوں نے اُسے اپنی خانقاہ سے نکال دیا۔ بلخ سے نکل کر وہ دکن چلا آیا اور وہاں اپنے عقاید کا پرچار شروع کیا۔ دکن میں لوگ اس کے قتل کے درپئے ہوئے تو وہ شمالی ہندوستان چلا آیا۔ کسی نہ کسی طرح وہ اکبر کے حضور میں باریاب ہوا اور پہلی ہی ملاقات میں اس نے "حرفہائے ناہموار" کہے جو بادشاہ نے پسند کئے۔ اکبر نے اُسے ہزاری منصب دے کر اپنے مقربین کے زمرہ میں داخل کر لیا۔ وہ محمود بسخوان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بنگال میں لوگوں کو مراتب چہارگانہ، جو ابوالفضل کے اجتہاد کا نتیجہ تھے، کی تلقین کیا کرتا تھا۔ اس نے بھی بحرو کوزہ کی طرز پر "مہملات" پر مشتمل ایک کتاب لکھی تھی۔

شیخ مبارک ناگوری کا شمار "دانشمند ملاؤں" میں ہوتا تھا اور وہ سید رفیع الدین شیرازی کا شاگرد تھا۔ شیخ مبارک کی شادی لاڈو سے ہوئی جس کے بطن سے فیضی، ابوالفضل، ابوالخیر، ابوالمکارم اور ابوالبرکات پیدا ہوئے۔ شیخ کے مذہب کے متعلق خواجہ کلاںؒ رقمطراز ہیں "در عصرِ ہماں مشربے مذہب شعار وقت خود می ساخت کہ ملوک و امرای عصر بدان مذہب رغبت میداشتند"[1]۔ شاید ایسے ہی شخص کے لئے کسی نے کہا ہے ع

چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

سلطان ابراہیم لودھی کے عہد میں اُسے کٹر سنی سمجھا جاتا تھا اور سوریوں کے عہد حکومت میں لوگ اُسے مہدویوں کے زمرہ میں شمار کرتے تھے۔ ہمایوں کے زمانہ حکومت میں وہ خود کو نقشبندی صوفی ظاہر کرتا تھا۔ اکبر کے عہد میں وہ مشرب اباحت پر کاربند اور صلح کل ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ شیخ مبارک کی طرح اس کے فرزند ابوالفضل میں بھی استقلال نام کو نہ تھا۔ خواجہ کلاںؒ رقمطراز ہیں:

---

[1] خواجہ باقی باللہؒ کے انتقال کے وقت خواجہ کلاں ابھی بچے ہی تھے، اس لئے ان کی تربیت خواجہ بزرگ کے خلیفہ خواجہ حسام الدین نے کی۔ خواجہ حسام الدین کی اہلیہ شیخ مبارک کی بیٹی اور فیضی اور ابوالفضل کی ہمشیرہ تھیں، اس لئے خواجہ کلاںؒ کی اس خاندان کے متعلق روایات بڑی وزنی ہیں۔

"دل بالکل وی ہیچ دین وملت قرار نمی گرفت" اس نے مجوس و نصاری و یہود سے مذہب کے متعلق معلومات حاصل کیں اور انھیں لے کر اکبر کے دربار میں حاضر ہوا۔ وہ اکبر کی صحبت کو اپنے لئے تائید غیبی سمجھتا تھا۔

ابوالفضل نے شاہی فرامین بھیج کر دنیا بھر سے دوسرے مذاہب کی کتابیں حاصل کیں اور اسی شوق میں متھرا، بنارس، جگن ناتھ اور سومناتھ سے بھی کتابیں منگوائیں۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے اس کی حیرت میں اضافہ ہوا اور وہ نہ صرف یہ کہ دہریہ ہوا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر اس نے اباحت میں قدم رکھا۔ اخلاق کے معاملے میں وہ کتب حکماء کو مقدم رکھتا تھا۔ ابوالفضل نے ایک کام اور کیا وہ یہ کہ — "دررنگ ابن مقنع خبیث مذکور کلیلہ و دمنہ را بطرز خاص تحریر نمود و درمقام تمثیل و استشہاد حکایت واہیہ از نزد خود افزود —" کفر و زندقہ کی یہ تمام منازل اس نے خود طے کیں (اور) اس کے بعد شریف آملی سے ملا اور خوب ملحد ہوا "در بالآخر" باشارۂ بادشاہزادہ عالمیان ولی عہد نورالدین محمد جہانگیر" قتل ہوا۔

خواجہ کلاںؒ ایک موقع پر لکھتے ہیں کہ عوام کی گمراہی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ "ہوسناک اور اوباش" لوگوں کا ایک گروہ فقراء کی خانقاہوں میں "آش و نان" مہیا کر رہا ہے جس کے کھانے سے فقراء کی قوت فہم و ادراک میں نقص پیدا ہوتا ہے اور وہ وادیٔ الحاد میں جا نکلتے ہیں۔

بسا اوقات لوگ صوفیوں کی تحریروں کو پڑھ کر یا ان کے وعظ سن کر جادۂ شریعت سے دور نکل جاتے ہیں۔ خواجہ کلاں فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار خواجہ آفاق محمد الباقیؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی بعض رباعیات میں وحدت الوجود کے مسائل بیش کئے ہیں۔ اب میں سوچتا ہوں کہ — از ما این تصنیف خوب واقع نشدہ است — اسی ضمن میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے بہت بعد جا کر یہ معلوم ہوا ہے کہ "ورائی طریقۂ وحدۃ الوجود راہے است وسیع و راہ توحید نسبت بآں شاہراہ کوچہ تنگی بیش نیست۔"

اس خیال سے کہ طریقت کے بعض مقامات اور ان کے احوال عوام کے فہم سے بالاتر ہیں، آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کو یہ نصیحت فرمائی تھی — اگر سخن گوید بطور علماء گوید نہ بطور صوفیہ و اگر احیاناً بطور صوفیہ گفتہ شود بہ اغلاق گوید کہ جز مخاطب دقیقہ شناس دیگرے نفہمد و از آنجا چیزی فرانگیرد

کہ موجب ذلت وہفوات وی شود ۔ (اگر حضرت مجدد الف ثانیؒ اس نصیحت پر عمل پیرا ہوتے اور اپنے مکتوب یازدہم کی اشاعت نہ فرماتے تو انھیں گوالیار میں سنت یوسفی کی پیروی نہ کرنا پڑتی)

خواجۂ کلاں رقمطراز ہیں کہ ان حقائق سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اسلام میں جو بھی خرابیاں پیدا ہوئیں وہ دہریوں، طبیعیوں، اسماعیلیوں اور مباحیوں کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔ اب حضرت بادشاہ دین پناہ امام السلطنتہ والسلاطین وقطب الخواقین زینہار زماں وزمین و بادشاہ عالم و عالمین مؤسس قواعد العقل والداد دافع احکام الظلم وقامع بنیان الحاد نزہتہ الدہر بہجتہ العصر الاسلام عضد قوی و للحق برہان جلی نجم ثاقب للمزدقہ والشیاطین وشمس بازغ لاہل معرفت والیقین محی الخلفاء الراشدین ومنقبتہ امیر سید المرسلین ظل اللہ الظلیل امیر المومنین صاحبقران ثانی شہاب الدین محمد شاہجہاں بادشاہ اطال اللہ عمرہٗ کو حکمائے یونان اور فلاسفہ ناپسند ہیں اور اسی وجہ سے زندیق بھی اس سے خائف و ترساں رہتے ہیں۔

آخر میں خواجۂ کلاں رقمطراز ہیں کہ ان دنوں آئمہ متقی کم رہ گئے ہیں جو دین کی غم خواری کریں۔ اس لئے بادشاہ سے کہو کہ وہ یہ کام کرے۔

بیان ملکیت وتفصیلات متعلقہ برہان دہلی

(فارم چہارم ۔ قاعدہ ۸)

۱۔مقام اشاعت : اُردو بازار ۔ جامع مسجد ۔ دہلی
۲۔وقفۂ اشاعت : ماہانہ
۳۔طابع کا نام : حکیم مولوی محمد ظفر احمد خاں
قومیت : ہندوستانی
سکونت : اُردو بازار جامع مسجد ۔ دہلی

۴۔ناشر کا نام : حکیم مولوی محمد ظفر احمد خاں
۵۔ایڈیٹر کا نام : مولانا سعید احمد اکبرآبادی ایم ۔ اے
قومیت : ہندوستانی
سکونت : علی منزل ۔ ڈگی روڈ ۔ علی گڑھ۔
۶۔ مالک : ندوۃ المصنفین ۔ جامع مسجد ۔ دہلی

میں محمد ظفر احمد خاں ذریعہ ہذا اقرار کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و اطلاع کے مطابق صحیح ہیں۔

مورخہ ۱۲ مارچ ۶۹ء

محمد ظفر احمد